(2626) **اخلاق و تصوف** 20 NU 0114

سوال: مسلم مفکر اخلاق جلال الدین دوانی کا تعارف اور نظریۂ اخلاق لکھیں؛

جلال الدین دوانی :-

مسلم مفکرین اخلاق میں جلال الدین دوانی کے افکار کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ آپ کی پیدائش 830 ہجری میں ایران کے ضلع دوان میں ہوئی۔ اسی نسبت سے دوانی مشہور ہوئے۔

آپ کے والد اسعد جلال الدین دوان کے قاضی تھے۔ نسبی اعتبار سے خلافتہ الرسول سیدنا صدیق اکبرؓ کی اولاد تھے اور صدیقی کہلاتے تھے۔

تعلیم :-

دوانی نے ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی۔ بعد ازاں مروجہ تعلیم مولانا محی الدین گوشہ کناری، مولانا ہمام الدین گلباری اور مولانا صفی الدین الایجی سے پائی۔ دوانی نے قراقویونلو اور دارالایتام میں تدریس کے فرائض انجام دیے۔ آق قویونلو کے عہد میں آپ فارس کے

DATE: __/__/20__

قاضی بھی مقرر ہوئے۔ علم وحکمت اور اعلیٰ فہم و فراست کی حامل اس شخصیت کا انتقال 908 ہجری میں ہوا، آپ کا مرقد دوان میں ہے۔

* علمی خدمات:-

دوانی نے عقائد، فلسفہ اور تصوف کی مشہور کتب کی عربی زبان میں شروحات لکھیں۔ فارسی زبان میں آپ کی "شہرہ آفاق" لوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق ہے جسے عام طور پر "اخلاق جلالی" کے نام سے جانا جاتا ہے۔

اس کتاب کا انگریزی ترجمہ W.T. Thompson نے Practical Philosophy of Muhammdian کے عنوان سے کیا ہے۔ یہ ترجمہ 1839ء میں پہلی بار لندن سے شائع ہوا۔

دوانی کی یہ کتاب دراصل جلال الدین دوانیؒ کی اخلاق ناصری کا جدید، آسان اور خوبصورت اسلوب بیان ہے۔

دوانی نے علم الاخلاق، تدبیر منزل اور سیاست مدن پر تفصیلی بحث کی ہے۔

2626 　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　20NNA/01184

دوانی کا فلسفہ اخلاق :-

دوانی نے اخلاقی سیرت کے لحاظ سے انسانوں کی پانچ اقسام بیان کی ہیں اور اس ضمن میں اس نے اپنا فلسفہ اخلاق صراحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

(1) پہلی قسم :-

پہلی قسم میں وہ انسان شامل ہیں جو فطرتاً نیک ہیں اور دوسرے انسانوں پر اپنا اثر ڈالتے ہیں وہ زبدۃ الخلائق ہیں۔ حاکم کو چاہیے کہ ان کی سب سے زیادہ تعظیم و توقیر کرے اور تمام طبقوں میں انہیں افضل جانے یہ لوگ علمائے شریعت مشائخ طریقت اور اصحاب تصوف ہیں۔

(2) دوسری قسم :-

اس قسم میں وہ لوگ شامل ہیں جو نیک تو ہوتے ہیں لیکن معاشرہ پر ان کے اثرات مرتب نہیں ہوتے۔ ان کی نیکی ذاتی نوعیت کی ہوتی ہے۔

DATE: __/__/20__

۳) تیسری قسم:-

یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو
نہ تو نیکی کی عالی مرتبت ہوتے ہیں اور نہ
ہی بدی میں پیش پیش کا شکار۔ ان کا انداز
درمیانہ ہوتا ہے۔

۴) چوتھی قسم:-

اس زمرہ میں وہ لوگ شامل
ہیں جو خود بھی برے ہیں اور دوسروں پر
بھی برے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ معاشرہ
کو اپنے گناہوں اور برائیوں سے آلودہ
رکھتے ہیں۔ حاکم کو چاہیے کہ ایسے لوگوں
سے سختی کرے اور ان پر زمین تنگ کر دے۔

۵) پانچویں قسم:-

اس قسم میں وہ لوگ شامل
ہیں جو نہ تو برے ہیں اور نہ ہی معاشرہ
پر برے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ یہ عام
لوگ ہیں، ان کا شغف نہ تو نیکی کی
طرف زیادہ ہوتا ہے اور نہ ہی برائی کی
طرف۔

2626 ZONIVA811 84

* نظریہ ریاست :-

دوانی نے نظریہ ریاست بھی پیش کیا ہے جس میں آپ نے اعلیٰ ملکی قانون، حاکم وقت اور سکہ رائجہ کی ضرورت کو بھی ثابت کیا۔
آپ کے مطابق قانون سے مراد شریعت اسلامیہ ہے اور حاکم سے مراد وہ شخص ہے جسے اللہ کی تائید حاصل ہو۔ اور اپنے اندر ایسی صفات رکھتا ہو جن کی وجہ سے وہ لوگوں کی راہنمائی کا حق ادا کر سکے
سکہ رائجہ سے مراد ملکی کرنسی ہے جس کی بدولت عوام اپنا روزمرہ کا کاروبار زندگی چلاتے ہیں۔ اسی کرنسی میں طاقت اور توازن کا پایا جانا ملکی استحکام کیلئے نہایت ضروری ہے

* نظریۂ تمدن :-

دوانی نے انسانی تمدن میں توازن برقرار رکھنے کیلئے معاشرہ کے اندر چار طبقات کی ضرورت پر زور دیا ہے
پہلا طبقہ علماء، فقہاء، قضاۃ، کتاب، ریاضی و ہیئت دان، اطباء اور شعراء کا ہے۔

DATE : __/__/20__

دوسرا طبقہ صاحبان شمشیر یعنی افواج کا ہے۔
تیسرا طبقہ سوداگروں، کاریگروں اور اہلِ صنعت و حرفت کا ہے۔
اور چوتھا طبقہ زراعت پیشہ، کسانوں کا ہے جن کے بغیر انسانی زندگی کی بقاء ناممکن ہے۔

2626 — 20-NNA-01184

مشق۔ نبی کریمؐ نے اخلاق کی تعمیر کس طرح کی؟ وضاحت کریں؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے تعمیرِ اخلاق:۔

رشد و ہدایت کے سلسلے کی منتہیٰ خاتم المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے منصب نبوت و رسالت کے حوالے سے آپ کی بنیادی ذمہ داری احکاماتِ الٰہیہ کے مطابق انسانی شخصیت کو مناسب سانچے میں ڈھالنے کے ساتھ ساتھ اس کی سیرت و کردار کی تعمیر پر توجہ تھی۔

چنانچہ احکاماتِ الٰہیہ کی روشنی میں رسولؐ نے مکہ مکرمہ کی معاشرت کے جاہلی دستور کے متوازی فکر و نظر کی وہ اعلیٰ اخلاقی قدریں متعارف کروائیں جنہوں نے زندگی کے بارے میں ان کا نقطۂ نظر بدل دیا۔

یہی وہ انقلابی تبدیلی تھی جس کا اقرار شاہ حبشہ نجاشی کے روبرو مہاجر مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے حضرت جعفر بن ابی طالبؓ نے کیا تھا:

"اے بادشاہ! ہم جاہل قوم تھے، ہم بتوں کی پوجا کرتے تھے، مردار کھاتے تھے، فواحش

نے خون گراتے تھے، قطع رحمی کرتے تھے، پڑوسی کا حق
کھا جاتے تھے اور ہم میں سے طاقتور ضعیف
کو نقصان پہنچاتا تھا۔ ہم اسی حالت پر
تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ہی ایک رسول
بھیجا جس کے نسب کو ہم جانتے تھے۔ اس
کی صداقت، اسکی امانت اور اسکی عفت
کو جانتے تھے۔ پس اس نے ہمیں اللہ
کی وحدانیت کی طرف دعوت دی اور
کہا کہ ہم اس کی عبادت کریں۔ ہم اور
ہمارے آباء اس کے سوا پتھروں اور
بتوں کی پوجا کرتے تھے اور اس نے
ہمیں حکم دیا کہ ہم سچ بولیں اور
امانت ادا کریں اور صلہ رحمی کریں اور
پڑوسیوں سے اچھا سلوک کریں اور خون
بہانے اور فواحش کے ارتکاب اور جھوٹ
بولنے سے منع فرمایا اور یہ کہ ہم یتیم کا
مال نہ کھائیں اور پاکیزہ عورتوں پر
تہمت نہ لگائیں اور اس نے ہمیں حکم دیا
کہ ہم اللہ کی عبادت کریں اور اس کے
ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور
اس نے ہمیں نماز، زکوٰۃ اور روزے کا حکم
دیا۔ پس ہم نے اس کی تصدیق کی اور

2626 — NNA01184

اس پر ایمان لے آئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر جو نازل ہوا تھا، اس کی پیروی کی۔ پس ہم اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے لگے اور ہم پر جو چیز حرام ٹھہرا دی گئی اس کو حرام سمجھنے لگے اور جس کو حلال قرار دیا گیا اس کو حلال سمجھنے لگے لیکن ہماری قوم ہمارے خلاف ہوگئی اور ہم پر ظلم و تشدد کرنے لگی اور اس امر پر مجبور کرنے لگی کہ ہم اللہ کی عبادت کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کی طرف لوٹ جائیں اور خبائث میں سے جن چیزیں وہ جائز سمجھتے تھے، ہم انہیں جائز قرار دے دیں۔"

یہ ایک بادشاہ کے دربار میں اُس اصلاحی لائحہ عمل کا اعتراف تھا جو رسول ؐ نے انتہائی قلیل مدت میں نافذ کرکے دکھا دیا۔ ان کے نفوس نے فوز و فلاح کے پیغام اور فرمانِ الٰہی سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے تزکیہ کا طریقہ ڈھونڈ لیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:۔

قد افلح من زکاھا ۝ وقد خاب من دساھا۔

"اس نے فلاح پائی جس نے اسے (نفس) سنوار لیا اور نامراد ہوا جس نے اسے خاک میں ملا کر چھوڑا۔ (الشمس)

DATE: __/__/20

اس آیت میں تزکیہ سے مراد یہ ہے کہ جس
نے اللہ کی اطاعت کر کے اپنے ظاہر و باطن
کو پاک کر لیا اور محروم ہوا وہ شخص جس
نے اپنے نفس کو گناہوں کی دلدل میں
دھنسا دیا۔

سیرت و کردار اور حقیقت اخلاق و عادات
کا ظاہری صورت میں نظر آنے کا نام ہے۔
ابن منظور افریقی نے اسکی وضاحت میں لکھا ہے:

"اخلاق سے مراد دین، فطرت اور عادت و
خصلت ہے۔ اس کی حقیقت انسان کے
باطن کی صورت گری ہے۔ اور اس سے
مراد اس کا نفس اور نفس کے اوصاف
اور معنوی تخصیصات ہیں جس سے اس
کی ظاہری صورت گری ہوتی ہے۔ اس کے
اوصاف نمایاں ہوتے ہیں اور ان کو
معنویت ملتی ہے۔ لہٰذا اس میں
دونوں طرح کے اوصاف یعنی اوصاف
حسنہ اور اوصاف قبیحہ، ثواب اور عتاب
باطنی حوالوں سے شامل ہیں جو اکثر
ظاہری صورت کے اوصاف سے متعلق

2628   48 NNA01184

ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث مبارکہ
میں بار بار حسنِ خلق کی تعریف کی گئی ہے۔
جیسا کہ آپؐ کا فرمان ہے:........!
کہ وہ چیز جو سب سے زیادہ انسان کو
جنت میں داخل کرنے کا سبب بنتی ہے
وہ خشیت الٰہی اور حسنِ اخلاق ہے۔
اسی طرح آپؐ کا فرمان ہے:
کہ ایمان میں کامل ترین مومن وہ ہے
جس کا اخلاق انسانوں میں سب سے بہتر ہو۔

رسولؐ نے اُمتِ مسلمہ کے افراد کی تربیت
سیرت و کردار کے حوالے سے اخلاقیات کی
اہمیت کو اجاگر فرمایا۔ رسولؐ نے اخلاقی اقدار
کو اپنے اسوہ حسنہ کے عملی قالب میں ڈھال
کر دکھایا۔ اس کے اپنے منفرد امتیازات
اور خصائص ہیں جن کی بناء پر کامل
ترین، جامع، قابلِ عمل اور ابدی و آفاقی
رہنمائی کا اعزاز آپؐ کو نصیب ہوا۔
چنانچہ وہی جاہل عرب لوگ نعمت اسلام سے
مستفید ہونے کے بعد روشن سیرت و کردار اور اخلاق
کی بناء پر آنے والے زمانوں کے لوگوں کیلئے رہبر
اور رہنما قرار پائے۔

DATE: __/__/ 20

س 3:- قرآن و سنت کی روشنی میں استقامت کا مفہوم واضح کریں۔

*** استقامت:-**

استقامت کا مفہوم یہ ہے کہ سیدھا اور متوازن راستہ اختیار کیا جائے اور حق کو قبول کرنے کے بعد اس پر ثابت قدم رہا جائے۔

*** قرآن کی روشنی میں استقامت:-**

استقامت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

فلذالک فادع واستقم کما امرت ولا تتبع اھواءھم

اے نبی اسی کی طرف دعوت دیجئے اور استقامت پکڑیے جس کا آپ کو حکم دیا گیا اور ان کی خواہشات کے پیچھے مت چلئے (الشوریٰ)

مفہوم:-

اس آیت میں دعوتِ دین پر استقامت کی تلقین کی گئی اور باطل کی اتباع سے منع فرمایا گیا۔
قبولیت ایمان کے بعد مستقل مزاجی سے ڈٹے رہنے کی تلقین کی گئی جس کا مظاہرہ عملی زندگی میں مسلمان دیتے

رہے۔ ان کے جسم کی پگھلتی چربی سے انگارے تو سرد ہو سکتے تھے لیکن حلق سے احد احد کی صدا ہی نکلتی تھی۔

*** سنت کی روشنی میں استقامت:-**

رسولؐ صحابہ کرامؓ کی تربیت فرماتے ہوئے یہ نصیحت فرماتے تھے:-

قل ربی اللہ ثم استقم

کہو میرا رب اللہ ہے اور اس پر قائم رہو۔ (ابن ماجہ)

ایمان باللہ پر استقامت اختیار کرنا، حق پر عمل اور اس کے نفاذ کی کوششوں میں آزمائشوں کو برداشت کرنا بنیادی تقاضا ہے جس کا نتیجہ رضائے الہٰی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔
استقامت کی روش پر عمل پیرا ہونے سے سیرت و کردار کی اس خصوصیت کا اظہار ہوتا ہے کہ حقائق نے شعور کو شدید متاثر کر کے عقل و فکر اور اعمال کی سمت میں مثبت اور طاقتور تبدیلی پیدا کر دی اور زندگی کا نصب العین بدل کر رکھ دیا۔
استقامت کی یہ خصوصیت معاشرہ

میں نظریہ سے وابستگی کا وہ طرزِ عمل منظر شہود
پر لاتی ہے جو انفرادی اور اجتماعی فوز و فلاح
پر منتج ہوتا ہے۔
مسلمان کا اللہ رب سے محبت، اتباع، اطمینان
فکر انگیزی، امن و سلامتی، فہم و ادراک،
استقامت اور عملی خدمت گزاری کا تعلق ہے
یہ تعلق انسانی اخلاقیات کے فروغ اور تقویت
کا باعث بنتا ہے۔
عہد رسالت میں حضورؐ کی زیر تربیت
قائم ہونے والا اسلامی معاشرہ اس حسن و خوبی
کا منہ بولتا شاہکار تھا۔ آپؐ صحابہ کرامؓ کو
حتی الامکان دین پر استقامت اختیار کرنے
اور معصیت سے بچنے کی تلقین فرمائے۔
ایمان پر استقامت اور عمل کی مداومت
مسلمان معاشرے کی نمایاں خصوصیت اور
امتیازات میں سے ہیں۔
استقامت کو وصف تعمیر کردار کے مثبت
پہلوؤں کی نشاندہی کرتا ہے۔
دین اسلام میں ان تمام خصائص
کی اہمیت اسی لئے اجاگر کی گئی ہے
تاکہ معاشرہ کے افراد پاکیزہ اور
صالح سیرت و کردار کے حامل ہوں

رسول کریمؐ نے اپنے اسوۂ حسنہ سے ایسے
تربیتی ماحول کو فعال کیا جو اِن اوصاف
کو پروان چڑھانے میں ممد و معاون
ثابت ہوں۔

DATE: __/__/20

س 6:- سماجی عدل و انصاف کا اسلامی فلسفہ بیان کریں؟

سماجی عدل و انصاف:-

اسلام سماجی انصاف کی فراہمی اور معاشرتی مساوات کا سب سے بڑا علمبردار، قائل اور سچا داعی ہے۔ اسلام نے معاشرے میں موجود تمام انسانوں کو ایک جیسے مقام سے نوازا ہے۔ اسلام میں رنگ و نسل، قوم و قبیلہ، ذات پات، دولت و ثروت، اختیار و اقتدار، غریب و امیر ہونے پر کوئی امتیاز روا نہیں رکھا گیا بلکہ اس کی تقسیم کا واحد قاعدہ و اصول صرف اور صرف تقویٰ و اخلاص پر قائم ہے۔ اسلام میں سماجی عدل و انصاف کو خاص اہمیت حاصل ہے یہ انسانی زندگی کے انفرادی و اجتماعی تمام پہلوؤں پر مشتمل ہے۔

اس کی چند اہم اقسام حسب ذیل ہیں:

1) معاشرتی عدل و انصاف:-

معاشرتی انصاف سے مراد معاشرے کے ہر شعبے، ہر طبقے اور ہر فرد کو عدل و انصاف فراہم کرنا ہے۔ رنگ و نسل، علاقائیت، لسانی تعصب اور ذات پات کی بنیاد پر کوئی امتیاز نہ برتا جائے اور کوئی اونچ نیچ نہ ہو۔ کسی

3626   20 NNA 01/84

بھی شخص کو اگر اعزاز حاصل ہو تو صرف اس
کے علم، تقویٰ اور اچھی سیرت و کردار کی
بنیاد پر۔
جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔
بے شک تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے
زیادہ عزت والا وہ ہے جو بہت پرہیزگار ہے۔

ج) قانونی عدل و انصاف ۔

عدل و انصاف کی
دوسری قسم عدل و انصاف ہے۔ اس کا مطلب
یہ ہے کہ جب کوئی مظلوم کسی حاکم، قاضی یا
جج کے سامنے کوئی فریاد لے کر جائے تو بغیر
سفارش کے اور بغیر رشوت کے اسے انصاف
مل سکے۔ کسی شخص کی غربت یا معاشرے
میں اس کی کمزور حیثیت حصول انصاف
کیلئے اس کی راہ میں رکاوٹ نہ بنے اور نہ
یہ ہو کہ کوئی شخص اپنے منصب یا دولت
کی وجہ سے انصاف پر اثر انداز ہو سکے۔
قانونی عدل کے متعلق سورۃ النساء میں ارشاد ہوا:
واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل (النساء)
اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو
انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو تو انصاف
کے ساتھ فیصلہ کرو۔

DATE : __/__/20__

3) سیاسی عدل و انصاف :-

عدل و انصاف کی

تیسری قسم سیاسی عدل و انصاف ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ امور مملکت میں توازن و اعتدال قائم کیا جائے۔
معاشرے کے مختلف عناصر، طبقات، قبائل اور گروہوں کے ساتھ انصاف کرنا، ان کے حقوق ادا کرنا، اپنے فرائض کی ادائیگی کیلئے تیار کرنا اور ایسی فضاء قائم کرنا جس میں ہر شخص یہ محسوس کرے کہ واقعی انصاف کیا جا رہا ہے، سیاسی عدل و انصاف کہلاتا ہے۔ اس سلسلے میں انفرادی یا اجتماعی اختلافات اور دشمنی کو ختم کرنے کیلئے اللہ نے کا حکم دیا ہے۔

"اور کسی قوم کی عداوت تمہیں اس پر آمادہ نہ کرے کہ تم بے انصافی کرنے لگو، عدل کرو یہی پرہیزگاری کے قریب ہے۔ (المائدہ)

اسی عدل و انصاف اور احسان کا مظاہرہ جب حضور ؐ نے فتح مکہ کے موقع پر کیا تو جانی دشمن بھی آپ ؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

2626   NNA 01184

۹) معاشی عدل و انصاف:-

عدل و انصاف کی

ایک اور قسم معاشی عدل و انصاف ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مال خرچ کرنے میں افراط و تفریط یا اسراف و بخل سے کام نہ لیا جائے بلکہ میانہ روی اختیار کی جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ ہی فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ ہی کنجوسی کرتے ہیں بلکہ ان کا طرز عمل میانہ روی کا ہوتا ہے۔ (الفرقان)

معاشی عدل و انصاف سے یہ بھی مراد ہے کہ وسائل رزق اور معیشت پر چند افراد کی اجارہ داری نہ ہو بلکہ معاش کی راہیں سب کیلئے یکساں طور پر کھلی ہوں جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:-

کی لایکون دولۃ بین الاغنیاء منکم (الحشر)

تاکہ دولت تمہارے امیروں کے درمیان ہی نہ رہے

۱۰) مذہبی عدل و انصاف:-

عدل و انصاف کی

ایک اہم قسم مذہبی عدل و انصاف بھی ہے۔

DATE: / / 20

جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ
کے احکامات پر پورا عمل کیا جائے۔
دوسرے لفظوں میں شریعت مطہرہ میں جن
اوامر (عبادات، معاملات اور اخلاقیات) پر عمل
کرنے کا حکم دیا ہے، ان پر کما حقہ عمل کیا
جائے اور جن نواہی (ممنوعات، گناہوں اور
اخلاق رذیلہ) سے بچنے کا حکم دیا ہے، ان سے
اجتناب کیا جائے۔ مذہبی عدل وانصاف
کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ علماء کرام
عامۃ المسلمین کی صحیح طور پر راہنمائی
کریں۔
تعصب کے بغیر عقائد و مسائل کو بیان
کریں۔ احکام و مسائل میں افراط و
تفریط سے گریز کریں۔
اعتدال کی راہ اپنائیں اور اگر
اہل علم پر جب حق و صواب واضح ہو
جائے تو ہٹ دھرمی، انانیت، مسلکی تعصب
اور دنیاوی مفادات سے بالاتر ہو کر
حق اور سچ کو قبول کر لیں۔ اور
صرف حق اور "سچ" کا ساتھ دیں۔

3626 — NNA0H84

س:- زنا کی حرمت اور نقصانات قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کریں؛

* زنا کی تعریف:-

مالکی فقہاء کے نزدیک زنا کی تعریف یہ ہے:

"مکلف کا آدمی کی فرج میں عمداً وطی کرنا جس کی ملکیت حاصل نہ ہو۔"

حنفی فقہاء کی تعریف یہ ہے:-

"مرد کا عورت کی فرج میں بغیر ملکیت کے اور بغیر شبہ ملکیت کے وطی کرنا زنا ہے۔"

شافعی فقہاء کہتے ہیں:

"ذکر کا حرام فرج میں داخل کرنا جو بعینہ حرام ہو، اس میں شبہ نہ ہو، طبعاً اس میں وطی کرنا۔"

زیدیہ فقہاء کہتے ہیں:-

"ذکر کا زندہ آدمی کی فرج میں داخل کرنا، خواہ قبل میں ہو یا دبر میں اور حرمت میں شبہ نہ ہو۔"

حرمت زنا:-

غیرت:-

زنا کو اسلیے حرام کیا گیا ہے کہ نسب محفوظ ہو جائے کیونکہ اگر زنا کو جائز کر دیا جاتا تو نسب میں اختلاط ہو جاتا اور کوئی شخص کسی

DATE: __/__/20

بچے کی پرورش کی ذمہ داری قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوتا اور نظام معاشرت میں سخت خلل واقع ہوتا۔

2) عصمت کی حفاظت:-

حرمتِ زنا کی دوسری وجہ عصمتوں کی حفاظت ہے کیونکہ عفت وعصمت کے ازالے کے بعد عورت اور اس کے قبیلے کے تمام افراد ذلیل و رسوا ہو جاتے ہیں اور اسی وجہ سے اکثر و بیشتر قتل کے واقعات ہوتے ہیں۔

3) خاندان اور عائلی زندگی کی حفاظت:-

تیسری وجہ خاندان کے نظام کا تحفظ ہے کیونکہ زنا میں مبتلا ہو جانے کے بعد عورت کو نہ تو شوہر کا خیال رہتا ہے اور نہ بچوں کا، اسے شوہر اور بچوں سے نفرت ہو جاتی ہے۔ جس کے نتیجے میں خاندان کا نظام ہی شکست و ریخت کا شکار ہو جاتا ہے۔

4) مختلف امراض:-

چوتھی وجہ یہ ہے کہ امراض خبیثہ سوزاک، آتشک اور جذام وغیرہ کا پھیلاؤ ہے کیونکہ زانی اور زانیہ یہ نہیں جانتے کہ جس سے وہ جنسی ملاپ کر رہے ہیں وہ کس مرض میں مبتلا ہے۔ یہی وجہ

2626 NNA01189

یہ کہ وہ مغربی ممالک جنہوں نے بطور فیشن کے
زنا کو اختیار کر رکھا ہے، آج ان کی کثیر آبادی
ان امراض میں مبتلا پائی جاتی ہے۔

5) رزق کی کمی:۔

پانچویں وجہ یہ ہے کہ زناکار مرد رفتہ
رفتہ فقر و فاقے میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ مزید
عورت لمبی لمبی فرمائشیں کرتی ہیں، جن کو
کو پورا کرنے میں کافی خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اس
طرح زناکار مردوں کا پورا خاندان تباہ و برباد
ہو جاتا ہے۔

6) جرائم کا انسداد:۔

چھٹی وجہ یہ ہے کہ زنا سے
جو بچہ پیدا ہوتا ہے، والد کی تعلیم و تربیت
سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کے باعث
وہ معاشرے کا مفید جز نہیں بن پاتا۔
وہ طرح طرح کی بری عادتوں میں مبتلا
ہو کر معاشرے کے دوسرے افراد کے
اخلاق کو تباہ کرنے والا بن جاتا ہے۔

زنا کے نقصانات:۔

زنا کا شمار شرک
اور قتل کے بعد کبائر میں ہوتا ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

DATE: __/__/20__

والذین لا یدعون مع اللّٰہ الٰھا آخر ولا یقتلون النفس التی حرّم اللّٰہ الا بالحق ولا یزنون۔ (الفرقان)

ترجمہ:- اور وہ لوگ جو اللّٰہ کے ساتھ کسی معبود کی پرستش نہیں کرتے اور جس شخص کے قتل کو اللّٰہ نے حرام کیا ہے، اسے قتل نہیں کرتے البتہ کسی حق شرعی کے ساتھ اور نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں۔

ایک مقام پر ارشاد ہوا:-

ولا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا (

ترجمہ:- اور زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو، وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے اور بہت بُری راہ ہے۔

زنا میں تین دنیوی اور تین اخروی نقصانات شامل ہیں۔

* دنیوی نقصانات:-

1- بے آبروئی۔

2- غربت۔

3- عمر کی کمی۔

یعنی جلد یا بدیر زانی رسوا ہو کر رہتا ہے اور حدیث میں ہے کہ زنا کار کی روزی تنگ ہو جاتی ہے لہٰذا اس کی کمائی سے برکت اٹھ جاتی ہے) اور تیسرے یہ کہ اس کی عمر گھٹ جاتی ہے کیونکہ اکثر کسی جان لیوا مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

* اخروی نقصانات:۔

1) اللہ تعالیٰ اور ملاء اعلیٰ کی ناراضگی۔
2) قیامت کے دن اولین و آخرین کے اجتماع میں رسوائی اور سوء حساب۔
3) عذاب جہنم۔

لواطت، جانوروں کے ساتھ مجامعت، جلق اور ہم جنسی (عورتوں کی) یہ سب عذاب کے اعتبار سے زنا ہی میں داخل ہیں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے

الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ (النور)

زانیہ اور زانی کو کوڑے مارو ہر ایک کو ان دونوں میں، سو سو کوڑے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:۔

DATE: __/__/20

"شادی شدہ مرد اور عورت زنا کریں تو دونوں
کو سنگسار کر دو یہ اللہ کی طرف سے
سزا ہے (صحیح بخاری)

رسول اکرم ؐ سے بڑے گناہوں کے بارے میں
پوچھا گیا تو آپ ؐ نے فرمایا:

ترجمہ:- "ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرنا" (ابن ماجہ)

•★═══════★•

صدف شاہین
20NNA01184
کتاب کا نام:- اخلاق المعروف
2626